www.emarsiya.com

مرثیہ

گھر سے جب بہرِ سفر سیدِ عالم نکلے
سر جھکائے ہوئے بادیدۂ پرنم نکلے
خویش و فرزند کمر باندھ کے باہم نکلے
رو کے فرمایا کے اِس شہر سے اب ہم نکلے

رات سے گریۂ زہرا کی صدا آتی ہے
دیکھیں قسمت ہمیں کس دشت میں لیجاتی ہے

رُخ کیا شہ نے سوئے قبرِ شہنشاہِ انام
بہرِ تسلیم جھکے متصلِ بابِ سلام
اِذن پڑھ کر جو گئے قبر کے نزدیک امام
عرض کی آیا ہے آج آخری رخصت کو غلام

یہ مکاں ہم سے اب اے شاہِ زمن چھٹتا ہے
آج حضرت کے نواسے سے وطن چھٹتا ہے

چین سے سب ہیں گھروں میں مجھے ملتا نہیں چین
سخت آفت میں ہے اب آپ کا یہ نورِ العین
ٹکڑے دل ہوتا ہے جب رو کے حرم کرتے ہیں بین
ننھے بچوں کو بھلا لے کے کدھر جائے حسین

شہر میں چین نہ جنگل میں اماں ملتی ہے
دیکھئے قبرِ مسافر کو کہاں ملتی ہے

اب میرے سر کے لئے تیز ہوئے ہیں خنجر
اہلِ کیں شر پہ کمر باندھے ہیں یا خیرِ بشر
آپ نے دی تھی اسی روز کی اماں کو خبر
والدہ روئی تھی دو روز تلک پیٹ کے سر

اِس نواسے کو مگر بھول نہ جانا حضرت
ذبح کے وقت مدد کرنے کو آنا حضرت

www.emarsiya.com

یہ وہ دن ہیں کے پرندے بھی نہیں چھوڑتے گھر
اے میرے گیسوؤں والے میرے صابر شبیر

مجھ کو درپیش ہے اِن روزوں میں آفت کا سفر
میرے بیکس میرے مظلوم مسافر شبیر

ہے کہیں قتل کا ساماں کہیں لٹ جانے کا ڈر
نہ رہا کوئی تیرا یاور و ناصر شبیر

ساتھ ہے بچوں کا اے بادِ شہ جن و بشر
ہائے اے گورِ غریباں کے مجاور شبیر

تنگ جینے سے ہوں پاس اپنے بلالو نانا
تو جہاں جائیگا پیارے وہیں چلتا ہوں میں

اپنی تربت میں نواسے کو چھپالو نانا
خاک اُڑاتا ہوا تربت سے نکلتا ہوں میں

یہ بیاں کرکے جو تعویذ سے لپٹے سرور
کئی دن سے تیری مادر کو نہیں قبر میں چین

یوں ہلی قبر کے تھرائی ضریح انور
آئی تھی شب کو میرے پاس یہ کرتی ہوئی بین

آئی تربت سے یہ آوازِ حبیبِ داور
گھر میرا لٹتا ہے فریاد رسول الثقلین

تیری غربت کے میں صدقے مرے مظلوم پسر
صبح کو اپنا وطن چھوڑ کے جاتا ہے حسین

کوئی سمجھا نہ میری گود کا پالا تجھ کو
کہنے آئی ہوں کہ منھ قبر سے موڑونگی میں

ہائے اعدا نے مدینے سے نکالا تجھ کو
اپنے بچے کو اکیلا تو نہ چھوڑونگی میں

سُن کے یہ شہ نے کیا آخری رخصت کا سلام
نکلے روتے ہوئے جب روضۂ انور سے امام
شہ سے اُس دم یہ کیا رو رو کے زینب نے کلام
قبر پر ماں کی مجھے لے چلو یا شاہ انام

لوگ ہمراہ ہیں محمل میں میں کیونکر روؤں
ماں کی تربت سے پھر اک بار لپٹ کر روؤں

ماں کی تربت پہ گئے شاہ بچشم خوں بار
اُتری محمل سے بصد آہ و فغاں زینبِ زار
دوڑ کر قبر سے لپٹے جو امامِ ابرار
ہاتھ زہراؑ کے لحد سے نکل آئے اک بار

آئی آواز نہ رو دل کو قلق ہوتا ہے
قبر ہلتی ہے کلیجہ میرا شق ہوتا ہے

ہاں بلاؤ میرا عباسؑ دلاور ہے کدھر
وہ فدا ہے میرے بچے پہ میں صدقے اُس پر
شکلِ غیر سے گو ہے پہ وہ میرا ہے پسر
یہ صدا سُن کے برادر کو پکارے سرور

ابھی رہوار کو آگے نہ بڑھاؤ بھائی
یاد فرماتی ہے اماں اِدھر آؤ بھائی

آکے عباسؑ نے سر رکھ دیا پائینِ مزار
آئی زہرا کی صدا میں تیری غربت کے نثار
اپنے پیاروں کے برابر میں تجھے کرتی ہوں پیار
دھیان بھائی کی حفاظت کا رہے اے دلدار

کوئی غربت میں اِسے مار نہ ڈالے بیٹا
میرا شبیرؑ ہے اب تیرے حوالے بیٹا